ماخذ تحقیقی مجلہ

ISSN(P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-21

OPEN ACCESS

CC BY NC

کرسمہ خان
پی ایچ ڈی سکالر، ناردرن یونی ورسٹی، نوشہرہ۔
ڈاکٹر سید طاہر علی شاہ
صدر شعبہ اردو نادرن یونیورسٹی نوشہرہ ۔

رفعت سراج کے افسانوی مجموعے "سچے موتی جیسے لوگ" کا کرداری مطالعہ

Kurisma Khan
Ph.D Scholar Northern University, Nosherhra.
Dr. Syed Tahir Ali Shah
Chairperson Department of Urdu, Northern University, Noshehra.

Character-based study of Riffat Siraj's short story collection "Suchay Moti Jaisay Log"

This research study examines the artistic and intellectual dimensions of characterization in Riffat Siraj's short story collection "Suchay Moti Jaisay Log" (People like True Pearls). The characters presented in this collection reflect social realities, psychological complexities, and inner conflicts. The writer has not portrayed her characters merely as elements of a story; rather, she presents them as representatives of a living and breathing society, where each character reveals their surroundings, circumstances, and values as an integral part of existence. The study further clarifies that the characters in these stories generally belong to the middle class, highlighting issues such as social injustice, class disparity, and moral decline. Female characters, in particular, appear as composed, self-aware, and sensitive individuals who become silent symbols of resistance against social oppression. In contrast, male characters often display a sense of inferiority, inner turmoil, and, at times, a glimpse of reform.

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-21

Key Words: *Characterization, Riffat Siraj, Urdu fiction, feminist consciousness, social realism, psychological analysis.*

افسانہ نگاری کو اردو ادب میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ یہ ایک مقبول نثری صنف ہے۔ اس میں زندگی کے مختلف پہلوؤں، واقعات اور احساسات کو مختصر مگر جامع اور پُر اثر انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ ناول کی نسبت افسانے کا حجم محدود ہوتا ہے لیکن یہ اپنے اندر گہری معنوی اور فکری تاثیر رکھتا ہے۔ اس لیے اسے ادب کی مؤثر ترین اصناف میں شمار کیا جاتا ہے۔ افسانہ ایک مختصر نثری کہانی ہے جس میں ایک مرکزی خیال، محدود کردار، مختصر پلاٹ اور کسی ایک تاثر کو نمایاں کرتے ہوئے زندگی کے کسی ایک رُخ کو نمایاں کیا جاتا ہے۔ نسیم آرا اپنی کتاب "اردو مختصر افسانے کا ارتقاء" میں افسانے کی تعریف یوں بیان کرتی ہیں:

> "مختصر افسانہ کسی حد تک اپنے نام ہی سے اپنے اوصاف کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہ دو لفظوں سے بنا ہے فارسی میں اسے داستان کوتاہ اور عربی میں اسے قصۃالقصیر کہتے ہیں اور انگریزی میں short story کہتے ہیں یعنی اسے بہت چھوٹا ہونا چاہیے۔"(۱)

اردو ادب میں افسانہ نگاری کا ارتقاء بیسویں صدی میں باقاعدہ طور پر فروغ پاتا ہے۔ ابتداء میں اصلاحی اور اخلاقی خصوصیات کے حامل افسانے تحریر کیے گئے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دوسری اصنافِ ادب کی طرح افسانہ نگاری کے موضوعات میں بھی وسعت آتی گئی اور حقیقت نگاری، نفسیاتی تجزیہ اور علامتی اسلوب کو بھی اہمیت ملنے لگی۔ اردو ادب کے ابتدائی افسانہ نگاروں میں منشی پریم چند، سعادت حسن منٹو، کرشن چندر، راجندر سنگھ بیدی اور انتظار حسین وغیرہ شامل ہیں۔ افسانہ مختصر ہونے کی وجہ سے قاری کے لیے آسان اور پرکشش ہوتا ہے۔ افسانہ نگاری فن کار کو کم الفاظ میں زیادہ اور گہری بات کہنے کا ہنر سکھاتی ہے۔ یہ صنف نہ صرف مؤثر ادب کو وسعت دیتی ہے بلکہ انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو بھی مؤثر انداز میں پیش کرتی ہے۔ ایک کامیاب افسانہ نگار وہی ہوتا ہے جو سادہ لفظوں، آسان زبان اور بامعنی انداز میں قاری کے دل و دماغ پر دیرپا اثر چھوڑ سکے۔ وقار عظیم اپنی کتاب "فن افسانہ نگاری" میں افسانے کے بارے میں رقم طراز ہیں:

> "ادب میں زمانے کے اس نئے مزاج کا بہترین مظہر مختصر افسانہ ہے۔ وہ زمانے کے مزاج کا مظہر بھی ہے اور اس زمانے میں زندگی کے دن گزارنے والے انسان کی جذباتی اور نفسیاتی ضرورتوں اور تقاضوں کی تسکین کا وسیلہ بھی۔"(۲)

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-21
ماخذ تحقیقی مجلہ

افسانہ نگاری کے ذریعے تخلیق کار معاشرتی مسائل کی عکاسی کرتا ہے، انسانی نفسیات کو اجاگر کرتا ہے اور قاری میں شعور اور آگاہی پیدا کرتا ہے۔ افسانہ نگاری کی اقسام میں رومانوی، حقیقت نگار، علامتی، نفسیاتی اور تجریدی افسانے شامل ہیں۔ اس کے لوازمات میں پلاٹ، مکالمہ، منظر نگاری اور نقطہ نظر میں سب سے اہم عنصر "کردار نگاری" ہے جو کسی بھی تخلیق کو قاری کے ذہن میں مدتوں شاداب رکھتی ہے۔ ناول، افسانہ اور ڈرامہ میں کردار نگاری کو روح جیسی حیثیت حاصل ہے۔ اس کردار نگاری کے ذریعہ ادیب یا تخلیق کار اپنے جذبات، احساسات اور تصورات قاری تک پہنچاتا ہے۔ جتنا تخلیق کار اپنے کرداروں کو جاندار، حقیقی اور مؤثر انداز میں پیش کرتا ہے اتنا ہی اس کی کہانی مضبوط اور ناول، افسانہ یا ڈرامہ کامیاب ہوتا ہے۔ دیرپا اثر چھوڑنے والی کہانی کی بنیاد اس کے کردار ہوتے ہیں کیونکہ واقعات سے زیادہ کرداروں کا عمل کہانی کو آگے بڑھانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ ادبی تخلیق میں کردار نگاری سے مراد کرداروں کی تخلیق ان کی شخصیت، عادات، جذبات، نفسیات اور افعال کو اس انداز میں پیش کرنا ہے کہ وہ حقیقی انسانوں کی طرح محسوس ہوں۔ کردار کہانی کو زندگی دیتے ہیں اور مضبوط کردار قاری کو کہانی سے جوڑے رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر نجم الہدیٰ اپنی کتاب "کردار اور کردار نگاری" میں کردار کی تعریف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

> "افسانوی ادب میں کردار ناگزیر ہیں۔ ناول ہو یا داستان، ڈرامہ ہو یا مختصر افسانہ، داستانی مثنوی ہو یا منظوم قصے کی کوئی اور صورت، جہاں کوئی قصہ ملے گا، وہاں کچھ اشخاص بھی ہوں گے۔ ایسے ادب میں ہماری دلچسپی واقعات کی رفتار کے ساتھ ساتھ اشخاص کے طرزِ عمل، افتادِ طبع اور ذہن و مزاج کے مجموعی تاثر سے بھی وابستہ ہوتی ہے۔ قصوں کے ان اشخاص کو کردار اور ان کی فنی پیشکش کو کردار نگاری کہا جاتا ہے۔"(۳)

کردار انسان کی حقیقی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں اسی لیے قاری ان سے مانوس ہوتا ہے اور یہ قاری پر بہت دیرپا اثر چھوڑتے ہیں۔ کئی ناول اور افسانے اردو ادب کی تاریخ میں موجود ہیں جن کی کہانی پس منظر میں رہ گئی ہے اور کردار آج بھی زندہ ہیں۔ کردار کی ضرورت و اہمیت سے انکار ناممکن ہے۔ ڈاکٹر انور پاشا اپنی کتاب "پاک وہند میں اردو ناول (تقابلی مطالعہ)" میں کردار کی اہمیت پر ان الفاظ میں روشنی ڈالتے ہیں:

> "کسی بھی افسانوی صنف میں اس (کردار) کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ کردار نہ صرف قصے کی روح ہوتا ہے بلکہ اس میں حقیقت کا رنگ بھرتا ہے اور زندگی کی حرکت و حرارت

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-21

ماخذ تحقیقی مجلہ

بھی پیدا کرتا ہے۔ واقعات اور پلاٹ کردار ہی کے سہارے آگے بڑھتے ہیں اور ارتقاء کی سیڑھیاں طے کرتے ہوئے انجام تک پہنچتے ہیں۔ واقعات کی صحیح تنظیم و تسلسل کے انحصار بھی کردار پر ہی ہوتا ہے۔"(۴)

کردار نگاری ناول، ڈرامہ، داستان اور افسانے میں مرکزی اہمیت کی حامل ہے۔ کردار نگاری کی بدولت تخلیق کار اپنے عہد کی عکاسی کرتے ہیں۔ کردار کا اندازِ گفتگو، رہن سہن، اس کی عادات و اطوار اس کے عہد کی منہ بولتی تصاویر ہوتی ہیں۔ تخلیق کار اپنی کہانیوں میں کرداروں کے ذریعے اپنی تاریخ، تہذیب و تمدن اور اپنے معاشرے اور معاشرے میں موجود طبقات کو اس انداز سے پیش کرتے ہیں کہ قاری کردار کے ساتھ ساتھ اسی عہد میں گھومتا ہے۔ رفعت سراج بھی جدید اردو افسانہ نگاری میں ایک اہم نام ہیں جن کی مشہور تحریریں اپنے عہد کے نفسیاتی، سماجی اور جذباتی پیچیدگیوں کی بھرپور عکاسی کرتی ہیں۔ رفعت سراج کے افسانوں میں نسائی شعور نمایاں اہمیت کا حامل ہے۔ وہ اپنے افسانوں میں عورت کے جذبات، احساسات، محرومیوں، معاشرتی پابندیوں اور پیچیدگیوں اور ان کی خواہشات کو مؤثر انداز میں بیان کرتی نظر آتی ہیں۔ رفعت سراج کا تعلق ایک تعلیم یافتہ گھرانے سے رہا ہے جہاں تعلیم اور مطالعے کو بنیادی اہمیت حاصل تھی اس لیے بچپن سے ہی انھیں ادب سے لگاؤ تھا اور وقت کے ساتھ ساتھ لکھنے کا شوق بھی اجاگر ہوا۔ انھوں نے شروع میں مختلف ادبی رسائل اور خواتین ڈائجسٹوں کا مطالعہ کیا اور ان میں موجود معاشرتی مسائل اور خاص طور پر خواتین کے مسائل ان کی خصوصی توجہ کے مرکز بنے اور یہی مطالعہ اور مشاہدہ ان کے افسانوں کا بنیادی مواد بن گیا۔

رفعت سراج کے افسانوں میں کرداروں کی نفسیاتی اور جذباتی کیفیت کو بہت خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ان کی زبان سادہ، عام فہم اور رواں ہے لیکن اس میں ایک گہرا اثر پایا جاتا ہے۔ ان کے کردار جیتے جاگتے محسوس ہوتے ہیں خصوصاً ان کے نسائی کردار بہت مضبوط، حساس اور حقیقت کے قریب ہوتے ہیں۔ ان کے کردار قاری کو فقط کہانی نہیں سناتے بلکہ اسے سوچنے، سمجھنے، محسوس کرنے اور معاشرے کو نئے انداز اور زاویے سے دیکھنے پر مجبور کرتے ہیں۔

رفعت سراج کا افسانوی مجموعہ "سچے موتی جیسے لوگ" بارہ افسانوں پر مشتمل ہے ان افسانوں کے مضبوط، بااثر اور دیرپا یاد رہنے والے کرداروں کا تجزیہ حاضر خدمت ہے۔ رفعت سراج کے افسانوی مجموعے "سچے موتی جیسے لوگ" کے پہلے افسانے کا عنوان بھی "سچے موتی جیسے لوگ" ہے۔ اس افسانے کا مرکزی کردار **"تابناک"**

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-21

ہے۔ یہ کردار عورت کی باطن کی کشمکش کو حقیقت پسندانہ انداز میں بیان کرتا ہے۔ اس کردار کے ذریعے رفعت سراج نے جذباتی محرومی اور معاشرتی پابندیوں کو نمایاں کیا ہے۔ تابناک دو سوتیلے اور دو سگے (چار) بھائیوں کی اکلوتی بہن ہے جو بڑے بھائی کی خود غرضی کی بھینٹ چڑھتی ہے اور وہ اسے ایسے شخص سے بیاہ دیتا ہے جو جہیز کا طلب گار نہیں ہوتا۔ "جہیز" جو ہمارے معاشرے کا ناسور ہے اور کئی لڑکیوں کی زندگیوں کو نگل جاتا ہے تو یہاں بھی بھائی اس وجہ سے ان پڑھ اور اجڈ لوگوں میں بیاہ دیتا ہے کہ اسے جہیز نہ دینا پڑے۔ لیکن سسرالی رشتے دار اس نیت پہ اس کا رشتہ کرتے ہیں کہ بدلے میں تابناک کا پڑھا لکھا اور فوج میں اعلیٰ افسر بھائی اپنی ان پڑھ اور پھوہڑ بیٹی کا رشتہ اس کے دوسرے نمبر والے پڑھے لکھے اور فوج میں اعلی افسر کے ساتھ طے کر دیں گے۔ لیکن تابناک کے گھر والوں کی طرف سے رشتہ نہ کرنے پر وہ اسے ذہنی اذیت کا شکار کرتے ہیں۔ تابناک ہمارے معاشرے میں موجود بہنوں کی قربانی دینے والی فطرت کو اجاگر کرتے ہوئے اپنا گھر تباہ کر لیتی ہے لیکن بھائی کی زندگی بچا لیتی ہے۔ اس کا بھائی اس کی خاطر رشتے کی ہامی بھر لیتا ہے لیکن وہ ان الفاظ میں رشتہ کرنے سے انکار کر دیتی ہے:

"تابناک نے جیسے تڑپ کر کہا تھا۔

> "شہنواز کے لیے تو میں اپنی جان بھی دے سکتی ہوں۔ اماں میں اپنے بھائی کو قربانی کا بکرا نہیں بناؤں گی، اپنے سکون کے لیے اس کے ارمانوں کو خون کی بھینٹ نہیں دوں گی" اس نے دوٹوک طلاق کا مطالبہ کر دیا"(۵)

تابناک بھائی کی خاطر اپنی زندگی داؤ پر لگا دیتی ہے لیکن پھر بھی وہ ہمیں ٹوٹی بکھری صورت میں نظر نہیں آتی بلکہ ایک مضبوط اور دوسروں کا سہارا بننے والی لڑکی کے روپ میں دکھائی دیتی ہے۔ اور اپنے بھائی شہنواز کی ناگہانی موت کے بعد اسی کی طرح دوسروں کے کام آتی اور ان کی مدد کرتی دکھائی دیتی ہے۔

> "مگر شہنواز.... تم اتنے خوبصورت انسان تھے.... اعلے انسان کا تعارف تھے.... میں نے تمہارا اتنا ماتم کیا.... قدم قدم پر تمھیں اتنا سوچا.... کہ اب میں میں نہ رہی تم بن گئی ہوں.... میں بھی تو کچھ لوگوں کے لیے وہ بن سکتی ہوں جو تم ہم سب کے لیے تھے... شاید سچے موتی جیسی آب و تاب رکھنے والے لوگ اسی لیے آتے ہیں کہ دنیا کو شرف انسانیت کا ٹھیک ٹھیک شعور دے دیں.... اور....

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-21

مکر و فریب وخود غرضی کی دھند سے اٹی دنیا میں اس لیے زیادہ دن نہیں ٹھہرتے کہ یہ دھند ان کی چمک دمک دھند معدوم کر سکتی ہے۔"(۶)

رفعت سراج کے اس نسائی کردار میں جدید دور کی نمایاں تبدیلی نظر آتی ہے جس میں عورت خود مختار اور باشعور دکھائی دیتی ہے۔ اس کردار میں شعور کی بیداری، حالات کے مطابق فیصلہ کرنے کی قوت اور خود اعتمادی نظر آتی ہے اور یہ ارتقاء کہانی کو زیادہ مؤثر بناتا ہے۔

رفعت سراج کے افسانوں کے بیش تر نسائی کردار باشعور، سمجھ دار اور وقت وحالات کے ساتھ چلنے والے ہیں۔ ان کے افسانے "سوال" میں **"نازنین حیدر"** ایک عمدہ مثال ہے جو معاشرے کی اصلاح کی ابتداء اپنے گھر سے کرتی ہے اور اپنے ملک دشمن شوہر کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیتی ہے۔ وہ اپنی دھرتی اور اس کے خوبصورت پھولوں یعنی نوجوان نسل کے بارے میں ان الفاظ میں اظہارِ خیال کرتی ہیں:

"جواد بصیر نے سلاخوں کے پیچھے سے برقعے میں لپٹی نازنین کو قہر آلود نظروں سے دیکھا۔ وہ زخمی ناگ ہو رہے تھے۔ جواد بصیر! آپ شاید ٹھیک ہوں مگر مجھے آپ سے اور خود سے بھی زیادہ اس سرزمین کے بچے اہم محسوس ہوتے ہیں۔ کیا ہماری قبریں فاتحہ اور پھولوں کی آرزو مند نہیں ہوں گی؟ میں پھول چڑھانے والے ہاتھوں کو کیسے کٹتا دیکھوں؟" میں تمہارا سہاگ ہوں نازنین؟" سہاگ تو وہ کمزور رشتہ ہے جس کا چہرہ بدل بھی جاتا ہے۔ لیکن ماں دوبارہ نہیں ملتی جواد بصیر.... یہ سرزمین ہماری ماں ہے.... میں آپ سے ایک سوال کرتی ہوں، کوئی اپنی ماں کی چادر بھی اتارتا ہے؟"(۷)

"نازنین" کی صورت میں رفعت سراج نے وہ نسائی کردار تخلیق کیا ہے جو اپنے ذاتی مفاد اور خواہشات کو پس پشت ڈال کر اپنے وطن کے لیے اور اپنی آنے والی نسلوں کی بقا کے لیے سوچتی ہے۔ یہ کردار عورت کی حب الوطنی، اس کے ارادے کی مضبوطی اور اس کی سوچ کی پختگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

رفعت سراج کے تخلیق کردہ نسائی کردار زیادہ تر درمیانے طبقے سے تعلق رکھنے والے باشعور اور مضبوط قوت ارادی کے مالک کردار ہیں جو اپنی عزتِ نفس اور اپنی آنے والی نسل کی بقا کی خاطر بڑے سے بڑا قدم اٹھانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ اس کی ایک مثال ان کے افسانے "ترا آئینہ ہے وہ آئینہ" کی مرکزی کردار **"درشہوار"** ہے جو گاؤں کی سیدھی سادی بھولی بھالی معصوم کم پڑھی لڑکی ہے۔ جس کے والدین اس کے بچپن میں فوت ہو جاتے

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-21

ہیں اور اس کی دادی اس کی تربیت کرتی ہیں۔ وہ شرمائی ہوئی خوب صورت لڑکی جب شہر میں ایک فلموں میں کام کرنے والے ہیرو کے بھائی کے ساتھ بیاہ دی جاتی ہے تو بہت خوش ہوتی ہے لیکن جب بیٹی کی بیماری کے دوران آدھی رات کو اسے ڈاکٹر کے پاس لے جانے پر شوہر کی طرف سے "آوارہ" ہونے کا خطاب سنتی ہے تو دوٹوک فیصلہ کرتی ہوئی واپس آجاتی ہے اور شوہر کے نام خط چھوڑ آتی ہے۔ان سطور میں اس کی خود داری اور اپنی بیٹی کی محبت عیاں ہے۔

> "آپ بہت اچھے ہیں مگر؟ بہر حال جو انعام جو صلہ آپ نے دیا ہے۔ میں اس کی متحمل نہیں ہوں۔ میں ماں ہوں۔ اگر اس کی اولاد پر بن رہی ہو تو رات کے پہر اس کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتے۔ اگر ڈاکٹر مجھے رات کے دوسرے پہر یہ کہہ دیتا کہ اس کا علاج فلاں پہاڑ پر اگی جڑی بوٹی ہے تو میں اس سمت دوڑ جاتی۔
> آج در شہوار جو اس نگری کو چھوڑ رہی ہے باشعور ہے، تھوڑی بہادر ہے، کچھ پر اعتماد ہے شاید اس لیے کہ ماں ہے۔ آپ کی بیٹی میری بیٹی خدا کی امانت ہے۔ میں اس کو ایسی تربیت دونگی کہ معاشرے میں مطابقت پیدا کر سکے۔"[۸]

ان سطور میں ایک ماں کی اپنی اولاد سے محبت کے ساتھ ساتھ اپنی عزت نفس کی حفاظت کرنے والی لڑکی کی جھلک بھی نمایاں نظر آتی ہے۔ایسے کرداروں کی تخلیق موجودہ دور کی خواتین کے لیے بے حد ضروری ہے تاکہ وہ اپنے حقوق پہچان سکیں اور اپنی ذات کا لوہا منوا سکیں۔رفعت سراج کے افسانوی مجموعے "سچے موتی جیسے لوگ" کے مطالعے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ عورتوں کے حقوق کی علم بردار ہیں۔وہ عورتوں کو باشعور اور اپنے حقوق کے لیے آواز بلند کرنے والیوں کے روپ میں دیکھنا چاہتی ہیں۔

رفعت سراج کے افسانوں میں ہمیں مرد کردار حکمران، اپنی بات منوانے والے اور عورت کو حاصل کر کے اُس سے لاپرواہ ہو جانے والے نظر آتے ہیں۔ اس کی مثال ہمیں اُن کے افسانے "بند دروازہ" میں **"شاہ زمان"** کی صورت میں ملتی ہے۔وہ اپنے سے دو سال بڑی ماموں زاد "خوش رو" کو پسند کرتا ہے، اپنے ہر مسئلے میں اُس سے مدد لیتا ہے، اُسے پانے کی خاطر خودکشی کی کوشش کرتا ہے اور باپ کے عاق کرنے کی دھمکی کو بھی قبول کر لیتا ہے۔ مجبوراً خوش رو اُس کا مستقبل بچانے اور اسے برباد ہونے سے بچانے کی خاطر اپنی منگنی توڑ کر اس سے شادی کر

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-21
ماخذ تحقیقی مجلہ

لیتی ہے۔ وہ اُس کی سنگت میں کامیابی کے زینے طے کرتا ہے جب کامیاب انسان بن جاتا ہے تو بیرون ملک جا کر ایک کم عمر غیر ملکی لڑکی سے شادی کر لیتا ہے اور واپسی پر خوش رو کو ان الفاظ میں دھتکار دیتا ہے:

"تمہاری نظر بڑوں کی نظر کیوں بن جاتی ہے، تم ایک استاد کی طرح مجھے کیوں پرواخت کرتی رہی، خوش رو! نفس بڑی طاقت ور چیز ہے گر کر بڑی جلدی اٹھ کھڑا ہوتا ہے کچھ زندگی کے فطری تقاضے ہوتے ہیں اور تم ایک بند دروازہ ہو، دستک بھی دینے نہیں دیتیں۔ تمہاری نظر ایک دلہن کی نظر نہیں ہو گی۔ محض ایک ٹیچر کی تنبیہ ہو گی۔ میں تمہاری پرستش ضرور کر سکوں گا چھو نہ سکوں گا، تم ضرورت سے زیادہ بزرگ نہیں ہو گئیں بلکہ از خود بن گئیں، خوش رو میں نے بہت سے قرض جو میرے وجود کے مجھ پر تھے چکانے کے لیے ایک بے وقوف سی غیر ملکی لڑکی سے شادی کر لی ہے واپسی پر وہ میرے ساتھ ہو گی۔ ہم سب ایک گھر میں رہیں گے یہ احساس کس قدر خوش کن اور باعث طمانیت ہے کہ تم اس قدر اچھی ہو اور میری ہو۔"(۹)

اس کردار میں ہمیں انا پرست اور اپنی پسندیدہ عورت کو پا کر پھر نئی دنیا کی تلاش میں نکلتا ہوا مرد دکھائی دیتا ہے جو عورت کو فقط اپنے پسندیدہ کھلونے جیسی وقعت دیتا اور گھر میں سجا کر خوش ہوتا ہے۔ رفعت سراج نے اپنے افسانوں میں زیادہ تر ایسے مردانہ کردار تخلیق کیے ہیں جو عورت کے حسن پامال و دولت کے دیوانے ہوتے ہیں اور اپنی خواہشات پوری ہونے پر عورت سے لاپرواہ ہو جاتے ہیں اور اگر خواہشات کی تکمیل نہ ہو سکے تو عورت کے جذبات کی پرواہ کیے بغیر انتقاماً اُسے خود سے دور کر لیتے ہیں اور دونوں صورتوں میں خسارہ عورتوں کا ہی مقدر ٹھہرتا ہے۔

رفعت سراج کے افسانے "دوسری بہار" میں **"عمر درانی"** کی صورت میں ہمیں ایک ایسا ہی کردار نظر آتا ہے جس کی بہن اُس کی شادی جائیداد کے لالچ میں ایک لڑکی سے کرواتی ہے اور جب وہ لڑکی جائیداد اُس کے نام کرنے سے انکار کر دیتی ہے تو وہ کانوں کا کچا مرد بہن کی باتوں میں آ کر اُسے طلاق دے دیتا ہے اور وہ حاملہ ہوتی ہے اُسے خط بھجواتا ہے کہ اگر بیٹی ہوئی تو اُسے اپنے پاس رکھے وہ بوجھ نہیں اُٹھا سکتا اور اگر بیٹا ہوا تو اسے بھجوا دے۔ عمر درانی کی لالچی اور خود غرض طبیعت کی جھلک ان سطور میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے:

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-21

> "شاید تمہیں اپنی جائیداد پر زیادہ ہی غرور ہے.... مگر یاد رکھو مرد کبھی عورت کی بالا دستی کسی بھی طور برداشت نہیں کرتا وہ بھی بیوی کی۔ تم میرے ساتھ زندگی گزارنا ہی نہیں چاہتی ورنہ ایک وفادار عورت کے لیے اس کا شوہر ہی سب کچھ ہوتا ہے۔ شاید یہ وجہ ہو کہ تم ایک نہایت خوش حال گھرانے سے اٹھ کر ایسے گھر میں آگئی تھی جہاں ہر چیز کا ناپ تول ہوتا تھا.... مگر شادی سے پہلے بھی ہر بات تم پر عیاں تھی تم آپابی سے ملنا نہیں چاہتی.... بلکہ ان لوگوں کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی.... ثناء صاحبہ، تمہاری جائیداد ڈیڑھ لاکھ کا گھر ہے... میری جائیداد میرے بہن بھائی ہیں۔ آپابی جنہوں نے مجھے ماں سے زیادہ چاہا، ماں سے زیادہ سکھ بانٹے.... میں کسی ایسی لڑکی کو بیوی نہیں بنا سکتا جو میرے گھر والوں سے نفرت کرے۔ تم نے الگ ہونا چاہا ہے تو آج سے میری اور تمہاری راہیں الگ ہیں۔ تم آزاد ہو.... طلاق کے کاغذات مہر سمیت اس لفافے میں ہیں۔"(۱۰)

یہ مردانہ کردار اپنی مردانگی کے خمار میں ایسی لڑکی کے ساتھ زیادتی کا مرتکب ہوتا ہے جو جائیداد کیا اپنی پوری زندگی اُس پر قربان کرنے کو تیار ہوتی ہے اور اُسی کے کہنے پر اُس کی کمائی میں سے الگ گھر کے لیے بچت کر رہی ہوتی ہے۔ ایسے مرد ہمارے معاشرے کا ناسور ہیں جو عورت کے بل بوتے پر کامیابی کی سیڑھیاں طے کرنا چاہتے ہیں اور وقت آنے پر عورت کو دھتکار دیتے ہیں۔

رفعت سراج کے افسانوں میں زیادہ تر مردانہ کردار منفی خصوصیات کے حامل نظر آتے ہیں جو انا پرست اور حکمران طبیعت کے ساتھ ساتھ شکی مزاج بھی ہیں۔ ان کے افسانے "یہ راندہ لوگ" میں ایسا ہی ایک کردار ملاحظہ کیجیے:

> "اظفر میرے پہلے شوہر کے دوست تھے۔ ہمارے گھر آزادانہ آتے جاتے۔ میرے پہلے شوہر نے ان کی آمد و رفت کو غلط معنی پہنائے اور میرے ہاتھ میں طلاق نامہ پکڑا دیا۔ وہ شک کے مریض تھے جو وقت میں نے ان کے ساتھ گزارا، وہ قید بامشقت تھی۔ میں کھڑکی یا دروازے پر کھڑی ہو جاتی تو ان کو شک گزرتا کہ میں کسی کو تاک رہی ہوں۔ شادی کے شروع دنوں میں آفس سے اچانک بے وقت آجاتے میں کچھ سمجھتی نہیں تھی۔ عمر بھی کم

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-21

تھی اور اس قسم کی باتوں کا تجربہ نہیں تھا۔ ان اچانک چھاپوں سے اِن کے ہاتھ کبھی کچھ نہیں لگا مگر وہ ثابت کرنے کو بے چین رہتے تھے کہ میں اِن کے ساتھ مخلص نہیں ہوں۔"(۱۱)

اردو ادب میں کئی ناولوں یا افسانوں میں ایسے مردانہ کردار نظر آتے ہیں جو گھریلو سطح پر سخت گیر شوہر ثابت ہوتے ہیں اور عورتوں پر ظلم کرتے ہوئے یا معاشرتی ناانصافی کو بڑھاتے ہوئے دکھائے جاتے ہیں جو قاری کو سوچنے پر مجبور کرتے ہیں اور اُسے اخلاقی، سماجی اور نفسیاتی سطح پر غور و فکر کرنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ نقاد ایسے منفی مردانہ کردار کو برائی کی علامت نہیں سمجھتے بلکہ ایک سماجی و نفسیاتی پیداوار قرار دیتے ہیں۔

رفعت سراج کے افسانوں میں مرکزی کرداروں کے ساتھ ساتھ متفرق کردار بھی نہایت اہم اور معنی خیز ہوتے ہیں۔ رفعت سراج کے افسانے زندگی کی حقیقت کے قریب عکاسی کرتے ہیں اس لیے ان کے کردار جاندار اور علامتی اہمیت کے حامل نظر آتے ہیں۔ رفعت سراج کے متفرق کردار زیادہ تر محلے کی عورتیں، دفتری ملازمین، رشتہ دار یا ہمسائے ہوتے ہیں۔ یہ کردار مصنوعی نہیں لگتے بلکہ حقیقی معاشرتی طبقہ کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان کرداروں کے ذریعے قاری نچلے طبقے کے مسائل اور متوسط طبقہ کی کشمکش سے آگاہ ہوتا ہے۔

رفعت سراج کے افسانے "ترا آئینہ ہے وہ آئینہ" میں کہانی کی مرکزی کردار درشہوار کی دادی **"سیدہ حجاب اختر"** کا کردار بھی ایک ایسا ہی متفرق کردار ہے جو ہمارے معاشرے میں موجود بزرگوں کی تربیت کی بہترین عکاسی کرتا ہے۔ اُن کی اپنی پوتی کو سکھائی ہوئی باتیں اور نصیحتیں موجودہ معاشرے کی لڑکیوں کی زندگی کو کامیاب بنانے کے لیے آزمودہ اور مفید ہیں ان سطور میں ان کی حکمت بھری باتیں ملاحظہ کیجیے :

> "بڑوں کا احترام کرو۔ ان کی ہر بات بے چون و چرا مانو۔ سہلیاں نہ بناؤ۔ یہ پکی لڑکیاں نیک لڑکیوں کو خراب کر دیتی ہیں۔ عورت کے ہاتھ ہر وقت گھر گرہستی میں مصروف رہنا چاہئیں۔ گھر کے اندر کوئی مرد ملازم نہ تھا۔ اسے دوسری لڑکیوں کے ساتھ کھیتوں پر جانے کی ممانعت تھی۔
>
> "مرد کے سائے سے بھی بچو! خود غرض اور مطلب پرست ہوتا ہے۔ اس کی نظر میلی ہوتی ہے۔
>
> "لڑکیوں کی عزت کو بٹہ لگ جائے تو بڑھے بیل سے بھی گئی گزری ہو جاتی ہے، کوئی گھاس نہیں ڈالتا۔

"ڈھنگ سے چادر اوڑھ کر رکھا کرو۔ عورت کے جوبن کو عورت کی ہی نظر کھا جاتی ہے۔
"نامرادبال کس کے باندھا کرو۔ نوکرانیاں بھی عورتیں ہیں۔ حسد سے خالی نہیں۔"(۱۲)

سیدہ حجاب اختر جیسے اصلاحی کردار جدید دور کی اشد ضرورت ہیں تاکہ بگڑی ہوئی نئی نسل کی اخلاقی تربیت کی جاسکے اور انھیں معاشرت و سماجی زندگی کے طور طریقے سکھائے جاسکیں۔ خاص طور پر لڑکیوں کے لیے ایسے کردار ضرور تخلیق کیے جانے چاہئیں کیونکہ انھوں نے مستقبل میں گھر سنبھالنا اور نئی نسل کی آبیاری کرنی ہے۔

رفعت سراج کے نسائی کردار مضبوط اور باشعور ہیں جو بروقت فیصلے کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اپنے عزت نفس اور خودداری پر آنچ نہیں آنے دیتے چاہے اس کے لیے اُن کا مستقبل ہی داؤ پر کیوں نہ لگ جائے۔ رفعت سراج نے اپنے افسانوں میں متوسط اور غریب طبقے کی زندگی کے مسائل اور مشکلات کو کھل کر بیان کیا ہے اور خاص طور پر عورت کی جذباتی کشمکش اور نفسیاتی الجھنوں کی گرہیں کھولی ہیں۔ رفعت سراج کے افسانوں میں مردانہ کردار زیادہ تر بے وفا اور خود غرض واقع ہوئے ہیں۔ ان کے مردانہ کرداروں میں مثبت خصوصیات بہت کم دکھائی دیتی ہیں حالانکہ حقیقی زندگی میں ایسا نہیں ہوتا ہر انسان میں خامیوں کے ساتھ ساتھ کچھ نہ کچھ خوبیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ کوئی بھی انسان نہ تو مکمل طور پر فرشتہ ہے اور نہ ہی مکمل طور پر شیطان کہلایا جاسکتا ہے۔ ان کے زیادہ تر مردانہ کردار ایک جیسی خامیوں کے مرتکب نظر آتے ہیں۔

آخر میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ رفعت سراج عورتوں کی نمائندہ تخلیق کار ہیں۔ ان کے افسانوں میں عورت کے باطن، معاشرتی جبر اور انسانی رشتوں کی نزاکت کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ ان کے نسائی کردار مظلوم عورت کے تصور سے آگے بڑھ کر اپنے احساسات، خواہشات اور شناخت کے لیے جدوجہد کرتے نظر آتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ نسیم آرا، اردو مختصر افسانے کا ارتقاء، تاج آفسٹ پریس الہ آباد، ۱۹۸۵ء، صفحہ نمبر ۲
۲۔ وقار عظیم، فن افسانہ نگاری، اعتقاد پبلشنگ ہاؤس نئی دہلی، ۱۹۷۷ء، صفحہ ۱۲
۳۔ نجم الہدیٰ، ڈاکٹر، کردار اور کردار نگاری، بہار اردو اکیڈمی پٹنہ، ۱۹۸۰ صفحہ نمبر ۳
۴۔ انور پاشا، ڈاکٹر، ہندو پاک میں اردو ناول (تقابلی مطالعہ) پیش رو پبلی کیشنز نئی دہلی، ۱۹۹۲ء، صفحہ ۱۹۵
۵۔ رفعت سراج، سچے موتی جیسے لوگ، خزینہ علم و ادب، لاہور، ۲۰۰۸ء، ص ۳۰
۷۔ ایضاً، ص ۳۶

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-21
ماخذ تحقیقی مجلہ

۷۔ ایضاً، ص ۶۰

۸۔ ایضاً، ص ۱۹۷، ۱۹۸

۹۔ ایضاً، ص ۱۴۳، ۱۴۴

۱۰۔ ایضاً، ص ۴۷

۱۱۔ ایضاً، ص ۲۲۱

۱۲۔ ایضاً، ص ۱۴۸